بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين ، أَمَّابَعْدُ:

61:جنگ اُحد کے میدان میں-حصہ سوم(درس:48)

سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے دروس جاری ہیں آج کی نشست میں سیرت کا درس نمبر 48"جنگ اُحد کے میدان میں"۔ اس عظیم جنگ کے تعلق سے پچھلے درس میں ہم پہنچے تھے جب جنگ نے اپنا رُخ موڑا۔ایک کامیاب جنگ تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اس جنگ پر مکمل طور پر قابو پا چکے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی بالکل قریب آچکی تھی بلکہ آپ یوں سمجھیں کہ کامیابی کی ابتداء ہو چکی تھی ایک چھوٹی سی غلطی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کو وہ چھوٹی غلطی پسند نہ آئی،وہ غلطی بھی انجانے میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام میں سے پچاس تیر اندازوں کو ایک خاص جگہ پر مقرر فرمایا، اُحد کے پہاڑ سے پہلے اُحد کے پہاڑ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ایک اونچی جگہ تھی وہاں پر متعین کیا تھا سیدنا عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں اور خاص حکم دیئے تھے خاص انسٹرکشنز(Instructions)اور تعلیمات تھیں کہ آپ لوگوں نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا،ہم جنگ جیت جائیں یا ہار جائیں آپ نے اس جگہ کو نہیں چھوڑنا۔جب بعض صحابہ نے دیکھا ان تیر اندازوں میں سے کہ جنگ تو ختم ہو چکی ہے اور اپنی آنکھوں سے اُس اونچی جگہ سے دیکھ رہے تھے کہ مشرکین جو ہیں وہ بھاگ رہے ہیں میدان جنگ سے تو اُن میں سے بعض نے یہ کہا: "کہ اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان تھا کہ جب تک جنگ میں ہم موجود ہیں ہم جیتیں یا ہاریں (یعنی جب تک جاری ہے) تو جنگ تو ختم ہو چکی ہے وہ دیکھو مشرکین بھاگ رہے ہیں"، یہاں سے اُن کو غلط فہمی ہوئی ہے اور اُنہوں نے اُس پہاڑی سے اُترنا شروع کیا لیکن سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ساتھ دس صحابہ باقی رہے اور چالیس جو ہیں وہ اُتر چکے تھے۔

خالد بن ولید نے مڑمڑ کر بار بار اس جگہ کی طرف فوکس کیا ہوا تھا کہ اگر ان لوگوں پر کسی طریقے سے ہم قابو پالیں یہ جگہ جو ہے بڑی خوبصورت اور بڑی اچھی جگہ ہے؛ پورے اُحد کی جنگ کے میدان میں جو سب سے عمدہ جگہ تھی وہ یہی جگہ تھی اور اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ سے پہلے اس جگہ کا انتخاب کیا اگرچہ مشرکین پہلے سے تیاری کر چکے تھے لیکن اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر وقت میں بڑے خوبصورت اور عظیم طریقے سے تیاری فرمائی تھی۔بہر حال جب وہ چالیس نیچے اُترے تو تیر انداز کم ہو گئے اور پھر خالد بن ولید نے دیکھا کہ یہ لوگ کم ہو چکے ہیں اب ان کے قریب ہم جا سکتے ہیں،قریب تو بالکل نہ جا سکے لیکن اُحد کے پہاڑ سے پیچھے سے حملہ کیا اور ان دس صحابہ کو بھی وہیں پر قتل کر کے شہید کر دیا پھر اُس جگہ پر قابو پالیا۔

جب جنگ نے اپنا رُخ موڑ دیا ایک جیتی ہوئی جنگ اب مسئلہ بن گئی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے لیے تو مشرکین جو بھاگ رہے تھے اُن کو بھی آوازیں دی گئیں کہ واپس آجاؤ اور اُن میں سے مشرک واپس آنا شروع ہوئے، ایک طرف سے خالد بن ولید دوسری طرف سے مشرکین اور درمیان میں مسلمان جو ہیں وہ پھنس گئے!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہادری اور حکمت عملی دیکھیں آپ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے بیچ میں تھے، جب جنگ پر غالب تھے تو مسئلہ نہیں تھا کیونکہ غالب تھے لیکن جب اب جنگ نے اپنا رُخ موڑا ہے تو سارے کے سارے مشرکین جو تھے اُن کی نگاہیں ہر طرف سے یہ خواہش مند تھیں کہ ہمیں محمد مل جائے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیونکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیتے تو جنگ ہی ختم ہو گئی اور جس مقصد سے وہ اپنی محنت کر کے آئے ہیں دور سے آئے ہیں اور بدلہ اور انتقام لینا تھا جنگ بدر کا تو وہ معاملہ ختم ہو جائے گا اور آئندہ کے لیے بھی معاملہ ختم ہو جائے گا ہمیشہ کے لیے۔

تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو راستے تھے ایک راستہ بہادری والا تھا حکمت عملی والا تھا اور وہی راستہ اختیار کیا اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکہ سب سے زیادہ بہادر پوری امت میں بلکہ پوری کائنات میں میں سمجھتا ہوں وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے رہتے تھے یا میدان جنگ میں شریک نہیں ہوتے تھے یہ سب سے بڑی غلط فہمی ہے! جو بزدل ہوتے ہیں وہ ساتھ نہیں نکلتے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں دوسروں کو حکم دیتے رہتے ہیں۔

میدان جنگ تک پہنچ جانا ہی کافی ہوتا ہے کہ یہ شخص جو ہے یہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان جنگ میں آیا ہے اگرچہ لیڈر بھی ہے؛ بعض لیڈر آگے نہیں جاتے کسی اور کو لیڈر بنا دیتے ہیں لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غزوات سرایا سے بہت زیادہ ہیں، سرایا تو کم تھیں جن میں صحابی کو بھیجتے تھے۔ پھر عمر کا تقاضہ بھی دیکھیں آپ کہ چالیس یا پچاس سال عمر نہیں تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر دیکھیں آپ یعنی جب ہجرت کی تو کیا عمر تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی؟ 53 سال (سبحان اللہ)، اور یہ سن 3 ہجری یعنی 56 سال کی عمر میں ایک بزرگ ہیں اور خود میدان جنگ میں کھڑے ہوئے ہیں۔

تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکمت عملی اختیار کی وہ یہ تھی کہ اگر خاموشی اختیار کرتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں یا خود نکل جاتے ہیں اور نکل سکتے تھے لیکن باقی صحابہ کا کیا ہو گا؟! اور نبی کی شان یہ ہرگز نہیں ہے کہ اپنے پیاروں کو چھوڑ کر بندہ چلا جائے اپنی جان بچا کر یہ ناممکن تھا! تو ایک ہی راستہ تھا اور راستہ یہ تھا کہ سب کو ایک جگہ پر اکٹھا کیا جائے۔ منتشر ہو گئے نا یا ابھی میں جیسے بیان کروں گا تو عجیب سا ایک عالم ہو گیا! یعنی اُن کے لیے ایک انہونی سی کوئی ہو گئی عجیب سا ہو گیا وہ کبھی سوچ نہیں سکتے تھے کہ ایسا معاملہ ہو گا! تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی:

"عِبَادَ اللهِ! هَلُمُّوا إِلَيَّ أَنَا رَسُولُ اللهِ" (اے اللہ کے بندو! آؤ میری طرف میں اللہ کا رسول ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم))۔

آپ جانتے ہیں کہ اس اعلان کا کیا مطلب ہے ؟ مشرکین نے اگر یہ سن لیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی جانتے تھے تو پھر سارے کے سارے اُس جگہ پر حملہ کریں گے؛ تیر انداز بھی وہیں پر نیزے والے بھی وہیں پر تلوار والے بھی وہیں پر یہ معروف تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے باوجود بھی اعلان کیا تاکہ سارے صحابہ ایک جگہ پر آجائیں اور ہم ایک ساتھ مل کر اس چکی سے نکلیں۔

دو طرف سے پھنس گئے تا اب نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ ہم یہاں سے نکلیں کیسے ؟! یہ حکمت عملی تھی اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

جب جنگ نے اپنا رُخ موڑا تھا آپ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کتنے لوگ تھے ؟ صرف نو (9) تھے؛ صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات انصار میں سے اور دو مہاجرین میں سے۔

دو مہاجرین میں سے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ اور سیدنا سعد بن أبي وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دو تھے، باقی سات کمسن جَوان تھے انصار میں سے یعنی جن کی عمریں اکیس (21) سال سے زیادہ نہیں تھیں، بیں اکیس سال، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فوراً جو ہے گھیر لیا اور اتنی شدید جنگ ہوئی اُس جگہ پر! جب تک صحابہ کرام بہت دور تھے کوئی یعنی اعلان کے لیے اسپیکر بھی نہیں تھا کہ سب وہ سب لوگ سن لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے پہلے کہ آواز دیں اور اعلان کریں پہلے سے گھر چکے تھے جو قریبی مشرکین تھے وہ تو دیکھ رہے تھے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اعلان کیا اس سے پہلے کہ صحابہ قریب آتے جو دور تھے جن کو پتہ نہیں تھا کیونکہ جب جنگ نے اپنا رُخ موڑا تو صحابہ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے یہ بتادوں میں آپ کو:

1- ایک گروہ ایسا تھا جو اتنا ڈر گئے اور انہوں نے قتل وغارت ہوتے ہوئے دیکھی اور یہ بھی ایک افواہ پھیل چکی تھی کہ "قُتِلَ مُحَمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)" (نعوذ باللہ) کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔

تو اتنا مایوس ہوئے کہ ایک گروہ نے میدان جنگ کو چھوڑ دیا اور رُخ کیا مدینہ کی طرف۔

2- دوسرا گروہ درمیان والا انہوں نے دیکھا کہ بھئی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید بھی ہو گئے ہیں وفات بھی پا گئے ہیں تو زندہ رہنے میں کیا فائدہ ہے اب تو جس چیز پر وہ شہید ہوئے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوئے) ہم بھی اُسی راستے پر جا کر شہید ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر زندگی میں اب کیا باقی رہا ہے ؟! لیکن ہے اللہ کے لیے دیکھیں! میدان جنگ میں ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں دین کی سربلندی کے لیے ہیں اور اُن میں سے سیدنا أنس بن النَضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سیدنا أنس بن النَضر سیدنا أنس بن مالک کے چاچا ہیں اور جنگ بدر میں ساتھ نہیں تھے بڑی تمنا کرتے تھے پورا ایک سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بار بار کہتے تھے کہ کاش! میں بدر میں ہوتا، کاش! میں بدر میں ہوتا، اگلی جنگ میں ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے میں کیا کروں گا۔

تو جنگ اُحد کے موقع پر سفر پر گئے ہوئے تھے موجود نہیں تھے (سبحان اللہ) اور جنگ اُحد میں آپ جانتے ہیں کہ مشرکین نے خود حملہ کیا تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے خبر تھے اچانک جب خبر پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیاری کی تو جب بعض صحابہ واپس جا رہے تھے تو راستے میں سیدنا أنس بن النَضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ میدان جنگ میں گئے ہیں اُحد

کی طرف تو فوراً گھر جاتے ہی اپنا سامان رکھ کر فوراً نکلے میدان جنگ کی طرف کوئی آرام نہیں کیا کچھ بھی نہیں کیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گئے ہوئے ہیں تو میں بھی وہیں جاؤں گا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لیے راحت کرلوں؟!

تو راستے میں جب دیکھا کہ بعض صحابہ روتے ہوئے آرہے ہیں، کیا ہوا؟! تو بعض نے کہا کہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیا گیا ہے۔ افواہ تھی اور اس افواہ میں بھی سبحان اللہ ایک پیغام ہے کہ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائیں گے ابھی سے ایک اپنے ذہن تیار کرلیں کہ اگر یہ حقیقت بھی ہو جاتا تو تم کرتے کیا کیا اوندھے منہ مڑ جاتے جیسے سورۃ آل عمران میں آیا ہے (آل عمران: 144)۔

اللہ تعالیٰ چاہتے تو یہ افواہ نہ پھیلتی کبھی لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے شر تو تھا لیکن اس شر میں بھی خیر ہے کہ نہیں؟!

تا کہ مومنوں کے ایمان میں یہ بھی ایک چیز کا اضافہ ہو جائے پتہ چل جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات بھی پانی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت بھی آئے گی کیونکہ بشر ہیں اور صرف ایک ہی ذات ہے جو ہمیشہ رہے گی تا قیامت ہمیشہ کے لیے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات نہ کوئی ابتداء ہے نہ کوئی انتہا ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ سبحانہ وتعالیٰ (الحدید:3)؛ باقی جتنی بھی مخلوقات ہیں سب فنا کا شکار ہیں سب فنا ہو جائیں گی۔

تو سیدنا اُنس بن النَضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر تم لوگ کہاں جا رہے ہو؟ آؤ چلو اُس چیز پر ہم بھی مر جاتے ہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی ہے، اور جب قریب آئے تو اُحد کے پہاڑ کے قریب آکر یہ کہا کہ اُحد کے پہاڑ کے قریب سے جنت کی خوشبو آرہی ہے (جنت کی خوشبو اس زمین پر!)۔

اور ہر طرف سے یعنی خون ہی خون ہے قتل وغارت ہے میدان جنگ لگا ہوا ہے اور خوشبو کہاں سے آرہی ہے (سبحان اللہ)! تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو اُن کی زندگی میں ہی چند بشارتیں دی ان میں سے ایک بشارت یہ تھی کہ زندگی میں انہوں نے خود یہ محسوس کیا کہ جنت کی خوشبو ہے تو پھر جنت بہت قریب آگئی ہے، اور اشارہ کیا: "دُون أحد" اُحد کی طرف اور جس طرف اشارہ کیا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنگ کے بعد جب جنگ ختم ہوئی (آگے میں اس کو بیان کروں گا لیکن ابھی بات بیچ میں آگئی ہے) تو جا کر دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جا کر دیکھو صحابہ کرام کو جو جنگ میں شریک تھے تو سیدنا اُنس بن النَضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں مل رہے تھے، بڑی کوشش کی دیکھا کوئی نہیں مل رہا تھا تو پھر اُن کی بہن کو بلایا گیا اُن کی بہن نے اُن کی اس انگلی سے انگشت شہادت جو ہے وہ کٹی ہوئی تھی یہاں سے پہچانا ستّر سے زیادہ زخم لگے ہوئے تھے (ناک کاٹ دی آنکھیں نکال دیں کان کاٹ دیئے، پیٹ چاک کر دیا گیا، مثلہ کیا گیا) یعنی شکل کوئی پہچان نہیں سکتا تھا!

تو اُن کی جو انگشت شہادت ہے یہاں سے اُن کی بہن نے پہچانا کہ یہ اُنس بن النَضر ہیں، سیدنا سعد فرماتے ہیں کہ جہاں پر اشارہ کیا تھا واللہ! وہیں پر اُن کی لاش ہمیں ملی ہے، اُنہیں جنت کی خوشبو آرہی ہے "دُون أحد" اشارہ کیا اُسی جگہ پر اُن کو ہم نے مرا ہوا دیکھا تھا (سبحان اللہ)۔

بہر حال، تو پہلا گروہ چلا گیا تھا، دوسرا گروہ پھر واپس آیا۔

3- تیسرا گروہ جو تھا صحابہ کرام میں سے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد آ گئے تھے سارے آئے کیسے تھے؟ تو پہلے تو یہ نو تھے سات انصار میں سے جوان اور دو مہاجرین میں سے، جو سات انصار میں سے تھے کمسن تھے جنگ کا تجربہ بھی نیا نیا تھا تو اُن میں سے یکے بعد دیگرے جو ہیں قتل ہوتے گئے شہید ہوتے گئے یہاں تک کہ جو ساتواں تھا سیدنا یزید بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کو کافی زخم لگے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے رہے!

تو مشرک آگے سے آتے پیچھے سے آتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نہ کسی طریقے سے تلوار سے کہیں پر کوئی تکلیف پہنچ جائے کوئی وار لگ جائے اور جیسے آپ جانتے ہیں کہ اس جنگ میں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت بھی توڑ دیئے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چوٹ بھی لگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی زمین پر بھی گرے تو کندھے پر بھی چوٹ لگی ایک مہینے تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درد محسوس کرتے رہے (پورا ایک مہینہ جو کندھے پر چوٹ لگی)۔

تو یزید بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں اتنی چوٹیں لگیں اتنی چوٹیں لگیں کہ زمین پر گر گئے! اب آخری وقت ہے تو اُن کا جو گال تھا نا یزید بن السکن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کے اوپر تھا اور وہیں پر اُن کی روح نکلی! (یہ شرف دیکھیں کہ صحابہ کرام یہ شرف سمجھتے تھے اپنا کہ زندگی کا آخری لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ہو!)۔

جب اُن کی روح نکلی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محسوس کیا کہ کوئی گرا ہے اور دیکھا تو یزید بن السکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی شہادت ہوئی اور اُن کے جو گال تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اُٹھایا اور جلدی اپنے قریب کیا اپنی گود میں اُن کا سر لے لیا اور یہ آخری لمحہ تھا سیدنا یزید بن السکن کی زندگی میں اور عمر بیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔

یہ عمر کھیلنے کی ہوتی ہے کودنے کی ہوتی ہے یہ عمر شادی کی عمر ہے یہ دنیاوی زندگی کی عمر کہا جاتا ہے لڑکپن کہا جاتا ہے لیکن صحابہ کرام یہ چیزیں نہیں جانتے تھے وہ ایک چیز جانتے تھے کہ ہمارا ربّ ہم سے راضی کیسے ہوتا ہے اگر ہمارا ربّ ہم سے راضی ہوتا ہے ہماری جان لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں تو اِس سے بڑا شرف ہماری زندگی میں کوئی بھی نہیں ہے اس سے بڑا شرف کوئی ہو ہی نہیں سکتا! اور اسی پر وفات پا گئے۔

جو دو مہاجرین تھے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا سعد بن اَبی وقاص؛ سیدنا سعد بن اَبی وقاص معروف ہیں تیر اندازی میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''ارْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي'' (ان کو مار وسعد میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں)۔

اور واحد صحابی ہیں جن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے والدین دونوں کی قربانی کے لیے یہ دعا کی سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور تیر اندازی میں معروف تھے پورے عرب میں اتنے خوبصورت تیر انداز تھے اور اتنی تیزی سے تیر چلاتے تھے کہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا تھا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیر دیتے وہ فوراً تیر مارتے (سبحان اللہ)۔

اور دوسری طرف سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں۔

اب سات میں سے یہ دو بچ گئے یہ دو آگے پیچھے ہر طرف سے آرہے ہیں اور ایک ایک کو روک رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک زخم بھی نہ لگے لیکن (سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخم بھی لگے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں بھرپور کوشش کی یہ نہیں دیکھا کہ ہمارا سر آرہا ہے بازو آرہا ہے ہمارا چہرہ ہے ہماری پیٹھ ہے کچھ بھی ہے، کئی زخم لگے ہیں! جنگ اُحد میں کوئی ایک صحابی نہیں بچا بغیر چوٹ کے بغیر زخم کے پتہ ہے آپ کو؟!

اتنے زخم تھے یعنی ایسی جنگ تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری زندگی میں یعنی جو مشکل ترین اوقات تھے ان میں سے جنگ اُحد ایک وقت تھا! (سبحان اللہ)۔

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جنگ میں ایسے کمالات دکھائے کہ اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ ترمذی کی روایت میں آیا ہے: "جو شخص اس دنیا میں اس زمین پر کسی شہید کو چلتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے تو طلحہ کو دیکھ لے"۔

زندہ شہید کبھی سنا ہے آپ نے؟! وہ شخص زندہ تو ہے، لیکن ہے شہید (سبحان اللہ) سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛اور ایسے تلوار کا کمال دکھایا (سبحان اللہ) کہ اُن کا جو دایاں ہاتھ ہے شل ہو چکا تھا جنگ اُحد میں!

پتہ ہے سیدنا طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ اُن کا دایاں ہاتھ شل ہو چکا تھا (شل یعنی پیرالائز (Paralyze) ہو چکا تھا کمزور ہو چکا تھا حرکت کے قابل نہ رہا) اور اُن کی یہ دو انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں اور پھر پورا ہاتھ جو ہے اتنے زخم لگے اتنا یعنی پوری جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں ہاتھ چلتا رہا یہاں تک کہ یہ ہاتھ کمزور ہو گیا اور بعد میں یہ ہاتھ جو ہے یعنی شل ہو گیا! (سبحان اللہ)۔

جب بعد میں سب صحابہ پھر آئے سیدنا ابو بکر صدیق جب قریب آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلان کیا تو ظاہر ہے دور صحابہ تھے تو اُن کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو گا ظاہر ہے دور تھے سیدنا ابو بکر صدیق سیدنا عمر بن خطاب سیدنا علی یہ سب دور تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنی تو سب واپس آئے تو یہ جتنی میں نے بات کی ہے ابھی ابھی اس لمحے تک جب تک وہ پہنچے ہیں یہاں تک ہو چکا تھا سیدنا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں کہ دور سے میں نے دیکھا ایک سایہ سا مجھے نظر آیا جو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کبھی آگے جاتا ہے کبھی پیچھے جاتا ہے تو میں نے کہا: "كُنْ طَلْحَةَ" (تم طلحہ ہو)، جب قریب سے جا کر دیکھا تو واقعی طلحہ ہی تھا۔

یعنی اندازہ ہوتا ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین کو کہ اتنی قابلیت کس کے اندر ہوتی ہے ایک دوسرے کو جانتے ہیں، اور یہاں پر یہ ہر گز دلیل نہیں ہے جیسا کہ بعض صوفی دلیل لیتے ہیں کہ کن فیکون اللہ کے اولیاء کے پاس بھی ہے۔

کیسے؟ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ "كُنْ طَلْحَةَ" تو طلحہ بن گیا۔

کیا مطلب ہے طلحہ نہیں تھا پہلے؟! پہلے کوئی اور صحابی تھا پھر سیدنا ابو بکر صدیق نے فرمایا "كُنْ طَلْحَةَ" اور طلحہ ہو گیا تب تو آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن وہ شروع سے طلحہ تھا ایک اُن کا گمان تھا اُن کی قابلیت کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا "كُنْ طَلْحَةَ" طلحہ نہیں ہو گیا وہ تھا ہی طلحہ اس لیے

ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ ''كُنْ طَلْحَةَ'' کہ آپ طلحہ ہی ہو یا تم طلحہ ہو؛ یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ طلحہ ہو جاؤ یا بن جاؤ جیسا کہ ظاہری ترجمے میں یہ معنی پایا جاتا ہے یہ معنی درست نہیں ہے۔

جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں بھی آیا تھا جنگ تبوک میں ''كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ'' (کہ تم اُباخیثمۃ ہو)۔

تو بعض بریلوی جو ہیں بعض غالی صوفی جو ہیں وہ یہی دلیل پیش کرتے ہیں صحیح بخاری کی کہ اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے کن فیکون عطا فرمایا ہے؛ کہاں دلیل ہے؟ کہ صحیح بخاری میں ''كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ'' ہے تو ''كُنْ'' اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور وہ شخص اُباخیثمۃ ہے۔

وہ بھی اسی طریقے سے ہے ایک صحابی پیچھے رہ گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمان تھا وہ آئیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دور سے ایک سایہ دیکھا تو فرمایا ''كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ'': جب قریب آئے تو وہی تھا تو صحابہ کرام نے کہا کہ بالکل وہی تھا صحابہ میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اے اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کن فیکون عطا فرمایا ہے؟

یہ اُن کا ہر گز عقیدہ نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کن فیکون ہے، ہر گز نہیں تھا! یہ بدعقیدگی ہے یہ جہالت بعد میں آئی جب علم جاتا رہا۔

تو کُنْ کے لفظ سے میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ عقیدے کا مسئلہ بیچ میں آگیا کہ كُنْ فَيَكُون کی مالک صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی كُنْ فَيَكُون کا مالک ہو ہی نہیں سکتا! نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی فرشتہ ہے کوئی بھی نہیں ہے اگر ہے تو صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔

جب صحابہ قریب آئے سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا علی بن اَبی طالب اور دیگر صحابہ جو تھے سب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر گھیر لیا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے وہی ہوا سب ایک ساتھ ایک جگہ پر آگئے، سیدنا حمزہ پہلے شہید ہو گئے تھے میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور جو صحابی دور تھے جیسے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آتے گئے تو دوسری جگہوں سے کم ہوتے گئے، جیسے جیسے کم ہوتے گئے تو مشرکین نے کیونکہ پہلے بھی زخمی تھے اُدھر ہی شہید کر دیا۔

تو ایک گروہ سا ایک گروپ سا ایک جماعت سی بنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پھر آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے آگے بڑھتے گئے (لڑتے بھی گئے آگے بڑھتے بھی گئے) یہاں تک کہ اُحد کے پہاڑ کے قریب آگئے اور وہاں سے پھر جو صحابہ ہیں وہ اُحد کے پہاڑ کے اوپر چلے گئے۔

پیچھے میدان جنگ میں جب مشرکین نے یہ دیکھا سیدنا مصعب بن عمیر میں نے بتایا کہ شہید کر دیئے گئے تھے اُن کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا پھر بایاں ہاتھ کاٹا ہے پھر اُن کے سر پر بھی وار کیا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے پھر جو جھنڈا تھا اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی بن اَبی طالب کو دیا سیدنا علی کو حکم دیا کہ آپ جھنڈا اُٹھاؤ، وہ یہ جھنڈا لے کر آئے اور آہستہ آہستہ صحابہ جو ہیں وہ پیچھے ہٹتے گئے۔

اس وقت اس جنگ کی کامیابی کیا تھی جانتے ہیں؟ کافروں کو قتل نہیں کرنا تھا اس وقت جنگ کی کامیابی یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام محفوظ ہو کر جتنا زیادہ یعنی بچ سکتے ہیں اُن کو محفوظ کر کے اس جنگ سے باہر نکلنا ہے یہ کامیابی تھی ورنہ ہر طرف سے کافروں نے گھیر لیا تھا نا! تیر اندازوں کی جگہ پر بھی کافر آ گئے تھے مشرکین آ گئے تھے اور آگے سے بھی پیچھے سے بھی تو درمیان میں پس گئے تھے، اور ابھی حکمت عملی یہ تھی کامیابی کا ایک ہی راستہ تھا وہ تھا کہ یہاں سے نکلنا ہے۔

اور میدان جنگ سے نکل کر باہر نکلنا کوئی بزدلی نہیں ہے یہ حکمت عملی ہوتی ہے، یہ میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی جا رہی یہ حکمت عملی ہے کہ جب جنگ نے اپنا پلٹا اُلٹ دیا اور رُخ بدل دیا تو پھر جنگ کے ساتھ چلنا چاہیے یہ اسٹریٹیجی (Strategy) ہے جنگ کی اور یہ بزدلی ہر گز نہیں ہے یہی بہادری ہے یہ حکمت عملی ہے؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے اور صحابہ کرام جیسے کون ہیں امت میں یا دنیا میں؟!

بعض مستشرقین جو ہیں جو اسلام کے دشمن ہیں کہتے ہیں کہ دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دوسروں کو منع فرماتے ہیں کہ سب سبع موبقات ہیں سات مہلک چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ میدان جنگ سے پیٹھ موڑ کر بھاگ جانا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھاگے تھے جنگ اُحد میں۔

ہر گز نہیں بھاگے تھے! اس کو بھاگنا نہیں کہتے اس کو کہتے ہیں حکمت عملی اور اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ دیگر صحابہ کرام کو بھی اُن کو بچا کر اس جنگ سے جب جنگ نے اپنا رُخ موڑ لیا ظاہر ہے پھر یہ نہیں ہے کہ اپنی صرف جان ہی دینی ہے! یاد رکھیں جہاد کا مقصد جان دینا یا لینا نہیں ہے جہاد کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی ہے اگر اس دین کی سربلندی کے لیے جان لینی اور دینی بھی پڑے تو لے لو اور دے دو بات سمجھ آ رہی ہے کہ نہیں آ رہی؟!

یہ اصل جہاد کا مقصد ہے کہ کافر آپ کے سامنے آ گیا ہے وہ واجب القتل نہیں ہے اگر وہ کلمہ پڑھ لیتا ہے تو چھوڑ دو اس کو اور اگر وہ کلمہ نہ پڑھے اور جزیہ دینا چاہتا ہے جزیہ لے لو اس سے یہ کس نے کہا ہے کہ نہیں، اُس کو قتل ضرور کرنا ہے جہاں پر کافر ملے اسے قتل کر دو؟! یہ طریقہ نبوی طریقہ نہیں ہے یہ خوارج کا طریقہ ہے خوارج کا راستہ ہے اہل بدعت کا راستہ ہے۔

بہر حال، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ اُس جگہ سے نکل گئے اور جنگ اُحد کے پہاڑ کی طرف اپنا رُخ کیا اور کچھ بلندی پر چلے گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب آئے تو ایسی چٹان آئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر نہیں جا سکتے تھے اصل میں وزن بھی تھوڑا سا بھاری ہو چکا تھا تو سیدنا طلحہ نیچے جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے کندھے پر رکھا اور پھر اس چٹان کے اوپر چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سیدنا طلحہ کے لیے "لَقَدْ وَجَبَتْ لَكَ الْجَنَّةُ" (سبحان اللہ، یعنی جنت آپ کے لیے واجب ہو گئی ہے)۔

اور یہ پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے تھے کہ جو عشرۃ مبشرۃ بالجنۃ ہیں اُن میں سے سیدنا طلحہ ہیں کہ نہیں؟ وہ بھی ہیں۔

اُس روایت میں بھی ہیں اب اِس روایت میں بھی ہیں اور وہ بھی روایت بتا چکا ہوں میں کہ جو زندہ شہید کو دیکھنا چاہتا ہے دنیا میں سیدنا طلحہ کو دیکھ لے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُبی بن خلف بھی ملا (ان کی بات رہ گئی تھی)، اُبی بن خلف یہ وہ مشرک ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں جب تھے یہ کہتا تھا کہ اے محمد! میں تمہیں قتل کروں گا، میں اپنا گھوڑا تیار کر رہا ہوں جب تگڑا ہو جائے گا تازہ ہو جائے گا نا دیکھنا میں تمہیں قتل کروں گا اس گھوڑے پر، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا ان شاءاللہ "۔

تو اُبی کو پتہ تھا کہ صادق ہیں اٰمین ہیں اور دل میں ایک خدشہ اور ڈر تھا کہ کہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا ہو گیا تو میں نہیں بچوں گا، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان جنگ سے جا رہے تھے تو راستے میں اُبی بن خلف کا بھی سامنا ہوا اُبی بن خلف جو ہے اس نے دیکھا تو اس نے یہ سوچا کہ میں وار کر دیتا ہوں میں بچ جاؤں گا تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیزہ لیا اگرچہ پورا اپنی ڈھال سے اور اپنی وہ جو ایک مکمل تدابیر ہوتی ہیں بچاؤ کے لیے پوری کہ سر پر خوذۃ بھی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گردن میں ایک تھوڑی سی جگہ نظر آئی تو دور سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشانہ بنا کر اس جگہ پر مارا یہاں پر کٹ لگا اُس کی گردن پر، کٹ لگا خون نکلنا شروع ہوا تھوڑا سا تو وہ چیخنا شروع ہوا میں مر گیا میں مر گیا تو مشرکین جو قریب تھے کہتے ہیں کیا مر گئے ہو تم اتنے بڑے مرد ہو چھوٹی سی چوٹ لگی ہے! کہتا ہے کہ نہیں، اللہ کی قسم! یہ محمد نے مارا ہے اگر تھوک بھی مارتا تو میں مر جاتا۔

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تھوک بھی مارتے میرے منہ پر نا میں تھوک سے بھی مر جاتا یہ تو اُس نے نیزہ مارا ہے تو اللہ کی قسم! میں بچنے والا نہیں ہوں!)۔

اور وہی ہوا کچھ دیر کے بعد اُبی بن خلف جو ہے وہ مر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان جو تھا جو کئی سال پہلے تھا وہ سچ ثابت ہوا اگرچہ دیکھیں موت کے سامنے خود آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو جا رہے تھے لیکن سبحان اللہ کہ انسان نے کب کہاں مرنا ہے اسے خود نہیں پتہ ہوتا اگرچہ اس نے خود اپنی موت کو دعوت دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یعنی جا رہے تھے ذہن میں بھی نہیں تھا تو اُس نے دیکھا ابھی آمنے سامنے قریب آ رہے ہیں تو اس سے پہلے کہ محمد مجھے مارے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں خود مارتا ہوں، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیزہ مارا (سبحان اللہ)۔

جب پہاڑی پر پہنچ گئے اُحد کی پہاڑی پر تو میدان جنگ میں کافی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ستّر عظیم صحابہ کو شہید کیا گیا، آپ جانتے ہیں کہ سات سو (700) تھے سات سو میں سے ستّر کو جو ہے بڑی بیدردی سے قتل کیا اور مشرکین نے پھر اپنا ظالمانہ کام کرنا شروع کر دیا کہ مثلہ کرنا شروع کر دیا۔

مثلہ کہتے ہیں کسی لاش کی بے حرمتی کرنا میت کی بے حرمتی کرنا کہ اُس کے کان کاٹ لینا ناک کاٹ لینا، آنکھیں نکال لینا، پیٹ چاک کر لینا آنتیں نکال لینا، جسم پر زخم لگانا، یا ہاتھ کاٹ لینا انگلیاں کاٹ لینا؛ بہر حال جسم کو جتنی بھی اذیت دینی ہے اور اُس کو بگاڑنا ہے اسے مثلہ کہتے ہیں جاہلیت

میں معروف اور مشہور تھا کہ جو قوم غالب آجاتی مغلوب قوم کا مثلہ کرتی تاکہ دوسروں کو بھی عبرت ہو جو دوسرے دشمن ہیں اور اُس قوم کے لیے بھی عبرت ہو کہ دوبارہ آئندہ اِن کی نسل جو ہے یہ یاد کرتی رہے کہ ہمارے سامنے کبھی یہ لوگ سر اُٹھانے کے قابل نہ ہوں۔

لیکن جب اسلام آیا اسلام کے نور سے اسلام کی روشنی سے قرآن اور سنت کی روشنی سے یہ جاہلیت کا مسئلہ جو ہے ختم ہو گیا اور اسلام نے ہمیشہ عدل وانصاف کا سبق سکھایا ہے مُردوں کے ساتھ بھی عدل وانصاف ہے کہ اگرچہ کافر مشرک ہیں قتل کر دیا تم نے تو قتل کر ہو گیا اب اُس کا مثلہ کبھی نہ کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص ہدایات تھیں میدان جنگ میں کہ بچے کو نہیں قتل کرنا، عورت کو نہیں قتل کرنا، بزرگ کا قتل نہیں کرنا (بوڑھے کو) اور نہ اُس راہب کو اگرچہ پادری ہے کافر ہے اپنی کنیست میں بیٹھا ہے یا اپنے گردوارے میں بیٹھا ہے یا اپنی عبادت گاہ میں بیٹھا ہے اُس کو قتل نہ کرو، جب وہ جنگ میں شریک نہیں ہے، اگرچہ جنگ پر اس نے اکسایا ہے لیکن اپنے گھر میں بیٹھا ہے وہ یا اپنی عبادت گاہ میں تو اُس کو قتل نہ کرو جو میدان جنگ میں ہیں اُن کو قتل کرو جو معصوم ہیں اُن کو قتل نہ کرو اور ان میں سے مثلہ بھی کبھی نہ کرنا قتل کر دیا ہے اب اُن کی شکل نہ بگاڑنا۔

اب صحابہ کرام اس سے پہلے ظاہر ہے کہ مشرکین تھے وہ بھی بچپن سے یہی چیز دیکھتے آرہے تھے اب جب ہاتھ سے کافر کو قتل کر دیا ہے اور پُرانی دشمنی یاد آئی کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا بھائی کو قتل کیا اور اس نے مثلہ کیا تھا تو ہم نہ کریں؟!

لیکن اللہ تعالیٰ کا دین ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے سامنے وہ سر جھکانا جانتے تھے سر اُٹھانا نہیں جانتے تھے اور نہ اپنی خواہش نفس یا اپنی رائے کو آگے کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان آگیا **"قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"** سامنے آگیا سر جھکا دیا یہ جانتے تھے بس۔

اور اس پر بعض قصوں میں آیا ہے کہ ہند نے سیدنا حمزہ کا کلیجہ چبایا، یہ ضعیف روایت ہے کیونکہ اس نے مثلہ کیا لیکن کلیجہ نہیں چبایا، بعض نے کہا کہ چبانہ سکی پھر اُگل دیا یہ الواقدی کی روایت ہے اور الواقدی متروک ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ الواقدی ایک مؤرخ ہے جس نے تاریخ لکھی ہے اور اکثر سیرت کی روایات میں واقدی کا نام آتا ہے لیکن جس میں واقدی کا نام ہو تو روایت ضعیف سمجھی جاتی ہے۔

تو اس کی سند ٹھیک نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ مثلہ کیا گیا سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور دیگر صحابہ کرام کا بھی۔

تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعب کی طرف چلے گئے اور ابوسفیان نے یہ کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ محمد قتل ہو چکا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسے جواب نہ دو چھوڑ دو اسے۔

پھر ابوسفیان نے سوال کیا کہ کیا تم میں محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ خاموشی اختیار کرو۔

تم میں ابو قحافہ ہے ابو بکر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی اختیار کرو۔

تم میں عمر بن خطاب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کہو عمر، تو عمر نے فرمایا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی موجود ہیں ابو بکر بھی موجود ہیں اور میں بھی ہوں، تو اے اللہ تعالی کے دشمن! جن کا تم نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں؛ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول تھا

۔

اور ابو سفیان نے کہا "أُعْلُ هُبَلْ!" (اے ہبل !تُو بلند ہو جا)، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اسے جواب نہیں دیتے؟ تو صحابہ نے کہا کہ ہم کیا جواب دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قُولُوا: اللهُ أَعلَى وَأَجَلُّ'' (اللہ تعالی اَعلیٰ ہے اور اُجل ہے)۔

تو ابو سفیان نے کہا کہ ہمارا اعزیٰ ہے عزیٰ تمہارا کہاں ہے؟ (لات اور عزیٰ یہ معبود ہیں)؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ آپ جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا ہم کیا جواب دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قُولُوا: اللهُ مَولانَا وَلَا مَولى لَكُم'' (اللہ تعالی ہمارا دوست ہے مددگار ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں مددگار نہیں ہے)۔ ابو سفیان نے کہا کہ یہ جنگ بدر کے برابر ہو گئی ایک جنگ آپ لوگوں نے جیتی تھی یہ جنگ ہم جیت کر جارہے ہیں؛ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر کی طرف دیکھا تو سیدنا عمر جواب دیتے ہیں کہ ہرگز نہیں! کہاں برابر ہے تمہارے مردہ جہنم میں ہیں ہمارے مردہ جنت میں ہیں (سبحان اللہ)۔

یعنی وہ آگے کی سوچتے تھے صرف زمینی سوچ نہیں تھی کہ جنگ ہار گئے یا جیت گئے اصل بات انجام کی ہوتی ہے (سبحان اللہ)۔

بہر حال، ایک روایت میں آیا ہے یہ بھی واقدی کی روایت ہے کہ وعدہ ہوا اگلے سال میں ابو سفیان نے کہا کہ ہم پھر ملاقات کریں گے بدر کر جگہ پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وعدہ کیا، تو یہ روایت ضعیف ہے جنگ بدر کی دوبارہ بات نہیں ہوئی لیکن یہ تھا کہ ابھی مشرکین کے دلوں میں بغض اور نفرت اور بدلہ اور انتقام باقی تھا وہ یہ سمجھتے تھے کہ اُحد کافی نہیں ہے۔

جنگ کا اختتام

ابو سفیان اپنا لشکر لے کر کیونکہ وہی قائد تھے (قائدِ اعلیٰ جو تھے وہی تھے) واپس جانے کی جب تیاری کر رہے تھے تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سیدنا سعد کو (جو فتح الباری میں ہے کہ سیدنا سعد بن اَبی وقاص ہیں اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ سیدنا علی کو بھیجا، سیدنا علی والی ضعیف ہے اور سیدنا سعد والی فتح الباری میں جو روایت موجود ہے یہ صحیح روایت ہے) کہ جا کر دیکھو یہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں یا اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں (یہ حکمت عملی دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ کے بعد بھی) اگر یہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ کی طرف رُخ کر رہے ہیں (ہمیشہ گھوڑے پر سفر جب کیا جاتا ہے تو قریب کے لیے کیا جاتا ہے اور اونٹ کا سفر دور کے لیے کیا جاتا ہے) اگر اونٹوں پر سوار ہو کر جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مکہ کی طرف جارہے ہیں اور میدان جنگ چھوڑ کر جارہے ہیں، اگر یہ گھوڑوں پر سوار ہوئے ہیں تو مطلب کہ مدینہ کی طرف جارہے ہیں اس لیے ہم فوراً وہاں پہنچیں اور اپنے گھر کا دفاع کریں اور اپنے شہر کا دفاع کریں اور اپنی عزت مال اور اپنی جان کی حفاظت کریں، تو جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اونٹ پر سوار ہو رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہوئی اور اونٹ پر سوار ہو کر مشرکین واپس چلے گئے۔

جنگ اُحد کے بعد کیا ہوتا ہے میدان جنگ کے بعد کیا ہوتا ہے، کس طریقے سے اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک اور آزمائش آتی ہے اور صحابہ کرام پر بھی ایک اور آزمائش آتی ہے، اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیاروں کو دیکھا اپنی آنکھوں سے ، سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیسی حالت تھی، صحابہ کرام نے ان شہداء کے ساتھ کیا کیا اُن کو کیسے دفن کیا گیا اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کریں گے (واللہ اُعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتْوبُ إِلَيْكَ

سوال: جب جنگ شروع ہوتی ہے جنگ کے دوران اگر کافر کلمہ پڑھ لے؟

جواب: اگر کافر کلمہ پڑھ لے جنگ کے دوران تو روک لو ہاتھ (جنگ کے دوران بھی)، اور صحیح بخاری کی روایت معروف ہے سیدنا اسامہ بن زید کا قصہ جب جنگ میں مشرک کے تلوار سر پر اُٹھائی تو اُس نے کہا کہ "أَشهَدُ أن لاَ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ" (یا اُس نے کہا لا اِلٰہ اِلَّا اللہ) تو سیدنا اسامہ نے قتل کر دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کیوں قتل کیا تُو نے؟! انہوں نے کہ تلوار کے ڈر سے اُس نے پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کا سینہ چیر کر دیکھا تُو نے کہ تلوار کے ڈر سے پڑھا؟! تو مشرک کو میدان جنگ میں قتل کر و اگر وہ کلمہ پڑھ لے ہاتھ روک لو، جی ہاں! کلمہ تو ہمیشہ رہتا ہے یہ صحیح بخاری کی روایت دلیل ہے۔ جنگ سے پہلے جب آپ جنگ طلب کے لیے جاتے ہیں یہاں پر تو خود کافروں نے اٹیک کیا اُنہیں موقع نہیں ملا یہاں تو دفاع ہو رہا ہے ایک قسم کا، جنگ اُحد میں وہ خود آئے ہیں چل کر لیکن جب آپ خود جاتے ہیں تو پھر آپ پہلے سمجھاتے ہیں جیسے صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جنگ خیبر کے موقع پر کہ جاؤ اُنہیں سب سے پہلے کلمہ توحید کی طرف دعوت دو اور اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے یہ اُن کو سمجھاؤ (یہ نہیں کہ کلمہ پڑھوانا ہے بس اللہ کا حق کیا ہے یہ بھی سمجھاؤ) اگر مان لیں تو ٹھیک ہے نہیں تو پھر اُن سے جزیہ کا مطالبہ کرو ورنہ پھر تلوار اُٹھاؤ۔

سوال: جنگ میں بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے کتنی عمر کے بچے مراد ہیں؟

جواب: ہوتا کیا ہے عام طور پر بعض لوگوں کو یہاں پر غلط فہمی ہوئی ہے آج کل آپ دیکھتے ہیں کہ یہ شر اتنا پھیل چکا ہے خوارج کی وجہ سے اور ان باطل فرقوں کی وجہ سے جو خود کش حملے کو جائز قرار دیتے ہیں کہ بم بلاسٹ ہوتا ہے بازار میں یا کسی چھاؤنی کے قریب یا کسی پولیس اسٹیشن کے قریب اب کوئی ٹانگہ گزر رہا ہے کوئی گاڑی گزر رہی ہے بچے ہیں عورتیں ہیں وہ بھی مر جاتے ہیں، تو ہم یہ کہتے ہیں کہ:

(۱) بھئی پہلی بات یہ ہے کہ خودکشی حرام ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان ہے چاہے پولیس والا ہے یا فوج ہے اگرچہ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کافروں کی مدد کر رہے ہیں اُن کا ساتھ دے رہے ہیں۔

(۳) کافر کی مدد کرنا ہر صورت میں کفر نہیں ہے اگر دنیا کے لیے آپ مدد کرتے ہیں دین کے لیے نہیں (کافر کے دین کو بہتر سمجھ کر نہیں دنیا کے لیے تو کفر نہیں ہے)۔

فسق ہے فجور ہے کبیرہ گناہ ہے جو بھی کہہ دیں آپ جب آپ دل سے مطمئن ہیں کہ آپ مومن ہیں تو پھر کافر کیسے ہیں؟!

بہر حال، تو جب قتل کرنا ہے:

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ خودکشی حرام ہے۔

(۲) پھر کسی مسلمان پر یعنی کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں کافر سمجھ کر اُسے قتل بھی کر رہے ہیں، اگر یہ صحیح بھی ثابت ہو جائے کہ یہ کافر ہے تب بھی اُسے ایسے قتل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) پھر جو عام معصوم لوگ ہیں اُن کی جان بھی تم لے رہے ہو۔

تو ہم جب دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ بچوں کو قتل نہیں کرنا چاہے کافر کے کیوں نہ ہوں یہ تو مسلمان کے بچے جا رہے ہیں نا؟! اگر کافر کے بچے ہوں یا عورتیں ہوں اُن کو قتل نہیں کرنا کیونکہ اگر مسلمان داخل ہو جاتے ہیں فتح کے لیے جنگ میں جہاد میں جب شہر میں داخل ہو گئے تو یہ نہیں ہے کہ جو بھی سامنے آئے قتل کرو اُسے! بچہ بھی آئے قتل کرو عورت بھی آئے قتل کرو یا بوڑھا بھی قتل کرو، نہیں! خاص انسٹرکشنز (Instructions) ہیں۔

سوال: اچھا اگر عورتیں جنگ میں شریک ہو جائیں پھر کیا کریں؟

جواب: اگر جنگ میں عورتیں شریک ہوتی ہیں تو اُن کو بچانے کی کوشش کرو اگر نہیں ہٹتیں اور کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ بعض کیا کرتے ہیں کہ ڈھال بنا لیتے ہیں کہ اسلام بھی قبول نہیں کرنا جزیہ بھی نہیں دینا جنگ بھی کرنی ہے اور ڈھال عورتیں ہیں اور پھر تیر بھی مار رہے ہیں! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ تیر کھاتے رہو اور عورتوں پر ہاتھ نہ اُٹھاؤ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ڈھال بنائی ہوئی ہے اب تم آگے بڑھو اگر کوئی مر بھی جائے تو اُس کا قصور ہے یہ ضمناً ہے (بات سمجھ آئی؟) اور جو میدان جنگ میں شریک ہیں اُن کو بھی قتل کرو کیونکہ وہ خود میدان جنگ میں اُتری ہیں، اگر وہ میدان جنگ کو چھوڑ کر دور بیٹھی ہیں اُن کو قتل نہ کرو۔

یعنی بعض عورتیں جیسے جنگ اُحد میں بھی ساتھ آئی تھیں ایک عورت کو بھی قتل نہیں کیا بلکہ میں نے بتایا کہ ابو دجانہ نے جب تلوار اُٹھائی تو دیکھا کہ ہندہ ہے عورت ہے ہاتھ روک لیا اگرچہ یعنی قتل بھی کر دیتے میدان جنگ میں تھے اُس وقت لیکن پھر بھی عورت تھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے شرم آئے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی تلوار سے میں ایک عورت کو قتل کروں۔

تو عوتوں کو نہیں قتل کیا جاتا، ہاں اگر میدان جنگ میں شریک ہیں تب قتل کیا جاتا ہے اگر دور ہیں تو اُنہیں قتل نہیں کیا جاتا۔

سوال: خوش کش حملہ جو کرتے ہیں کیا وہ شہید ہیں؟

جواب: نہیں! خود کش حملہ جو ہے وہ حرام ہے جائز نہیں ہے شہادت ہر گز نہیں ہے۔

سوال: جو ناجائز لوگ وہ شہید ہیں؟

جواب: ناجائز لوگ مرتے ہیں تو وہ اللہ کے سپرد ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ جو بھی مرتا ہے وہ شہید ہے، شہید وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے۔

باقی جیسے کوئی شخص غرق ہو کر مرتا ہے یا بلڈ نگ گرنے سے مرتا ہے اُن کو شہید کہا جاتا ہے، اگر اُن کو یہ یوں کہا جائے کہ بم بلاسٹ ہوا پھر کوئی عمارت گری ہے تو اُس زمرے میں آسکتا ہے لیکن ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو یعنی شہیدوں میں قبول فرمائے، لیکن کسی کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ یقیناً شہید ہے تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ اعلم بشرطیکہ اُس کا عقیدہ بھی درست ہو یہ نہیں کہ شرک کرنے والا ہو، مزار میں بم بلاسٹ ہوا یا کسی امام بارگاہ میں اور وہاں پر سب رافضی ہیں یا بریلوی ہیں بم بلاسٹ میں تو ہم کہیں کہ یہ بھی شہید ہیں!

شرک کرنے والے شہید ہوتے ہیں کیا؟!

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 61.درس نمبر 48 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio